Al-'Ulūm Journal of Islamic Studies (AUJIS)
2020, 1(2), 37 - 68

غیر مسلم شعراء کے نعتیہ کلام میں لفظ "مدینہ" (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

The Word "*Madīnah*" in the Prose of non-Muslims Poets (An Analytical Study)

Muhammad Ahmad Naeemi, (Ph.D) *1

*Assistant Prof. Department of Islamic Studies,
Jamia Hamdard (Hamdard University), New Delhi, India.

Keywords:

Non-Muslims, Prose, Poets, *Madīnah*, *Na'at*

Naeemi, M. A. (2020). The Word "*Madīnah*" in the Prose of non-Muslims Poets (An Analytical Study). *Al-'Ulūm Journal of Islamic Studies*, 1(2), 37 - 68

© 2020 AUJIS. All rights reserved

Abstract: *The Prophet Muhammad (PBUH) was sent to all human beings by Allah Almighty to deliver guidance for the promotion of humanity. With the acceptance of 'Imān, people adopted to compile or sing Na't (poetry) to express their love with the Prophet Muhammad (SAWW). On the other hand, those who have not accepted Islam but they used to sing Na't, this is also part of Islamic history. Therefore, such work needs to highlight in the research paradigm keeping it new awareness in academia. There is a list of non-Muslim poets in India who have compiled a lot of work in prose for Prophet Muhammad (SAWW) and his teachings related to him, especially for his city of Madīnah, as a part of their Na't. In this poetry, such non-Muslim poets highlighted the Madīnah for special devotion with the Muhammad (SAWW) as his city. This research will present a descriptive study on the appropriateness of the usage of this word Madīnah. The study analyzes this title among non-Muslims about time and era from all over the world, especially in*

1. Email: manaeemi@jamiahamdard.ac.in

C

Content from this work is copyrighted by *Al-'Ulūm* Journal of Islamic Studies, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی کا آغاز جنوبی ہند سے ہوا اور مسلم شعراء کی طرح انہوں نے بھی عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے حضور اکرم ﷺ کی نعت کو اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا۔ البتہ 1857 کی جنگِ آزادی کے بعد اس میں تیزی سے اضافہ ہونا شروع ہوا۔ مخلوط معاشرے میں اگرچہ ہندو مسلم تعلقات میں کشیدگی ہمیشہ رہی اور دونوں قوموں کی تہذیب و تمدن میں واضح اختلاف رہا، اس کے باوجود اہلِ فکر و قلم کے حلقوں میں رواداری کی ایک انوکھی فضا ملتی ہے۔

چوں کہ پیغمبر اسلام کل عالم کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ نے ہر ایک کے لیے رحمت کا مظاہرہ کیا اور سب کے لیے رحم و کرم کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی بارگاہ میں دنیا کے تمام ادیان و مذاہب اور اقوام کے اہل علم و دانش، اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وطنِ عزیز ہندوستان[1] کی غیر مسلم برادری میں بھی رحمت عالم ﷺ کے شیدائی پائے جاتے ہیں۔ ان کے کلام میں نہ صرف محمد ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں سے متعلق اظہارِ عقیدت و محبت کے نمونے ملتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کے شہر "مدینہ منورہ" کی بھی بڑے حسین اور دلکش پیرائے میں تعریف و توصیف ملتی ہے۔

ہندوستان میں ایسے غیر مسلم نعت گو شعرا کی ایک طویل فہرست ہے[2] جنھوں نے رحمت عالم ﷺ اور آپ سے متعلق اشیا اور تعلیمات، بالخصوص آپ ﷺ کے شہر "مدینہ منورہ" کو اپنی نعتیہ شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ اس میں ایسے چند غیر مسلم نعت گو شعرا کے لفظ مدینہ کے استعمال کی مناسبت سے وصفی تحقیق پیش کریں گے۔ اس سے قبل اس طرح کا کام کسی کتاب یا تحقیقی مقالے میں یک جا نہیں ملتا۔ اس مقالے کے دو حصے ہیں پہلا حصہ تعارف اور تمہید پر مشتمل ہوگا جس میں مدینہ منورہ اور اس کی شہرت کے سبب یعنی محمد ﷺ کا مختصر تعارف ہوگا جن کی تعریف اپنے اور بیگانے سب کرنے پر مجبور ہیں۔ دوسرے حصے میں غیر مسلم شعرا کے نعتیہ کلام میں لفظ مدینہ کے استعمال پر روشنی ڈالی جائے گی۔ ذیل میں محمد ﷺ کی قبولیت عامہ کے بارے میں تحقیقات پیش کی جارہی ہیں اس کے بعد "مدینہ منورہ"

1۔ مقالہ نگار کا تعلق ہندوستان سے ہے اس لیے اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ ایڈیٹر

2۔ بابو شنبھو دیال دانش کی مشہور نظم "اخلاقِ محمدی" جس میں آپ ﷺ کی ہمت و بہادری کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، پربھو دیال مشر کا منظوم کلام **"نعتِ عاشق"**، منشی شنکر لال ساقی کا **"معراج نامہ"**، **لالہ لال چند فلک اور پیغمبر اسلام کے ذریعے اونچ نیچ کا خاتمہ**، لکشمی نارائن شفیق اورنگ آبادی کا منظوم معراج نامہ، پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا مشہور کلام **"سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمین بن کر"**، رانا بھگوان داس بھگوان کا سلام **"السلام اے خسروِ نورانیاں"**، ہمت رائے شرما کی نظم **"عید میلاد بانئ اسلام"**، گوپی ناتھ امن لکھنوی کا **"بر تو ہزاراں سلام"**، رام داس مشرا، کا نعتیہ قصیدہ جس میں پیغمبر اسلام کی حیات طیبہ کے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے اور ودیا نند پرشاد کا بزبان ہندی جنم گیت وغیرہ اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ راقم۔

اور اس کی برتری اور آخر میں غیر مسلم شعرا کے کلام میں لفظ "مدینہ" کے استعمال کو تحقیق کے آئینے میں پرکھا جائے گا۔

مکینِ "مدینہ منورہ" محمد مصطفی ﷺ

مکین اور مکان دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم اور ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ مکین کا ذکر ہو اور مکان کا ذکر نہ ہو۔ نیز مکین کی عظمت و رفعت کے سبب مکان کی عظمت و رفعت بھی بلند و بالا ہو جاتی ہے۔ اس حقیقت اور عقیدت سے معمور تصور کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے، ہم گنبدِ خضریٰ کے مکین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین اور محبوبِ رب العالمین حضرت محمد ﷺ کے اجمالی ذکر سے سعادتِ دارین حاصل کریں گے اور اس کے بعد آپ کے بابرکت مسکن اور بے مثال مرکز "مدینہ منورہ" کے مبارک بیان سے خود کو شرف یاب کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

اسم محمد ﷺ تحقیق کے آئینے میں

آقا دو جہاں، سرورِ کونین ﷺ کا اسم گرامی، زمین پر "محمد" اور آسمان پر "احمد" ہے، جس طرح رسولِ اکرم ﷺ کی ذات اَعلیٰ، اَرفع اور ممتاز ہے، ایسے ہی آپ ﷺ کا نام نامی، اسم گرامی بھی اَعلیٰ، اَرفع اور ممتاز ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات کے لیے ساری مخلوق میں محبوبیت رکھ دی ہے، ایسے ہی آپ ﷺ کے اسمِ گرامی کی محبوبیت بھی سب کے دلوں میں پیدا فرمادی ہے، جیسے حضور ﷺ کی ذات منبع فیوض و برکات ہے، ایسے ہی اس پاک نام کی برکات کھلی آنکھوں نظر آتی ہیں، جیسے آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے متعلق بے شمار کتابیں تصنیف ہوئیں، ایسے ہی فقط اسمِ گرامی «محمد» کی عظمت و محبوبیت پر بھی مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، ہمارے محبوب ﷺ کی حیات کا تو ہر گوشہ و پہلو بلکہ آپ ﷺ کے ساتھ جس چیز کا بھی تعلق جڑا، اللہ تعالیٰ نے اسے کائنات کے لیے محبوب بنادیا، نامِ محمد بھی عاشقوں کی جان ہے اور وہ اس نام میں سرور و خوشی، لذت و شیرینی محسوس کرتے ہیں۔

جیسے سیرت اور اخلاق و کردارِ مصطفیٰ ﷺ اپنا کر بے شمار لوگوں نے دونوں جہانوں کی سعادتیں لوٹیں، ایسے ہی اَن گنت عشاق نے اسمِ گرامی سے والہانہ الفت و محبت کی مثالیں قائم کیں، بہت سوں نے نامِ محمد سے الفت و محبت کا اظہار بایں طور کیا کہ ان کی نظروں میں نسل در نسل اپنی اولاد کے لیے سوائے اس پاک نام کے کوئی جچا ہی نہیں، کسی کی چار پشتوں میں اور کسی کی سترہ نسلوں میں ایک ہی نام چمکتا دمکتا نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کے سیکڑوں اسمائے گرامی قرآن

واحادیث اور تفاسیر و سیر میں مرقوم ہیں۔ جن میں سے محمد اور احمد سب سے مشہور ہیں۔ قرآن کریم میں نامِ محمد چار بار اور احمد ایک بار آیا ہے[3]۔

سیرۃ حلبیہ میں مرقوم ہے:

> "جب حضرت آمنہ کے شکمِ مبارک میں نبیٔ اکرم ﷺ حمل کی صورت میں تھے تو ان کو خواب میں حکم دیا گیا کہ وہ آپ کا نامِ نامی احمد رکھیں (یعنی اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا) لیکن ابنِ اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ کا نام محمد ﷺ رکھیں۔ (یعنی وہ جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے)۔[4]

ان دو ذاتی اسماء کے علاوہ بہت سے القاب اور صفاتی اسماء بھی قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مثلاً:

۱-نور ۲-سراج منیر ۳-منذر ۴-نذیر ۵-مبشر ۶-بشیر ۷-شاہد ۸-شہید ۹-الحق المبین ۱۰-خاتم النبیین ۱۱-الرؤف الرحیم ۱۲-الامین ۱۳- قدم الصدق ۱۴- رحمۃ اللعالمین ۱۵- نعمۃ اللہ ۱۶-العروۃ الوثقیٰ ۱۷-الصراط المستقیم ۱۸-النجم الثاقب ۱۹-الکریم ۲۰-النبی الامی ۲۱- داعی الی اللہ ۲۲- ہادی ۲۳-مذکر ۲۴-رسول وغیرہ۔[5]

اسی طرح مختلف احادیث میں بھی نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے صفاتی اور امتیازی اسماء بیان کئے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

---

[3]۔ ۱۔ {وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ} (اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پیغمبر ہی تو ہیں) یعنی خدا نہیں ہیں۔ (القرآن ۳:۱۴۴)۔

۲۔ {مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ} محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کی مہر یعنی سلسلۂ نبوت کو ختم کر دینے والے ہیں۔ (القرآن ۳۳:۴۰)۔

۳۔ {وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ} اور جو لوگ ایمان لائے، نیک عمل کرتے رہے اور جو کتاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی (القرآن ۴۷:۲)۔

۴۔ {مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ} محمد (ﷺ) اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ اِن کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دِل۔ (القرآن ۴۸:۲۹)۔

۵۔ {وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ}۔ ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد (ﷺ) ہو گا، اُن کی بشارت سناتا ہوں۔ (القرآن ۶۱:۶)۔

[4]۔ علی ابن برہان الدین حلبی، **السیرۃ الحلبیۃ** (کراچی: دارالاشاعت، ۲۰۰۹ء)، ۱:۲۵۶-۲۵۵۔

[5]۔ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی، **جواہر البحار فی فضائل النبی المختار** (اردو) (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء)، ۱:۲۲۔

"أَنَا رَسُولُ الرحْمَةِ وَرَسُولُ الرَّاحَةِ وَرَسُولُ الْمَلاحِمِ وَأَنَا الْمُقَفّي قَفَّيْتُ النَّبِيّينَ وَأَنَا قَيِّمٌ ۔" [6]

(میں رسول رحمت ہوں، میں رسول راحت ہوں، میں جہاد کا پیغام بر ہوں، میں خاتم الانبیاء ہوں اور روئے زمین پر دین الٰہی کو قائم کرنے والا ہوں۔)

چوں کہ نام "محمد" اللہ تعالی کو محبوب ہے اس لئے آپ ﷺ نے "محمد" نام رکھنے کی خود اجازت عطا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"سمّوا بإسمي، ولا تكنوا بكنيتي۔"[7]. یعنی میرے نام پر نام رکھو، البتہ میری کنیت اختیار نہ کرو۔

آپ ﷺ نے بھی کئی بچوں کا نام "محمد" رکھا ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب نومولود بچے لائے جاتے تھے تو آپ ﷺ تحنیک (گھٹی) کے بعد ان کا نام بھی تجویز فرماتے، چناں چہ ان میں سے کئی بچوں کا نام آپ ﷺ نے "محمد" رکھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کا معمول تھا کہ نومسلموں میں سے بھی اگر کسی کا نام صحیح نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کا نام تبدیل فرمادیتے، وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں جن کا نام حضور اکرم ﷺ نے "محمد" رکھا، یا حضور ﷺ کے حکم سے ان کا نام "محمد" رکھا گیا، ان کے اسماء یہ ہیں۔ محمد بن خلیفہ، محمد (مولی رسول اللہ ﷺ)، محمد بن طلحہ، محمد بن نبیط، محمد بن عباس بن فضلۃ، محمد بن انس بن فضالۃ الانصاری، محمد بن مخلد بن سحیم، محمد بن یفدیدویہ، محمد بن ہلال بن العلیٰ، محمد بن معمر، محمد بن ضمرۃ بن الاسود، محمد بن عمارۃ بن حزم، محمد بن ثابت، محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ۔

آپ ﷺ نے اپنی امت کو "محمد" نام رکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

"ما ضر أحدكم لو كان في بيته محمد ومحمدان وثلاثة".[8]

---

[6] ۔ ابو الفضل قاضي عياض بن موسى (التوفى: ۵۴۴ھ) **الشفا بتعريف حقوق المصطفى** (**بيروت**: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، ۱۹۸۸م)، ۱: ۲۳۱۔

[7] ۔ مسلم بن الحجاج ابو الحسن قشیری نیساپوری (التوفى: ۲۶۱ھ) **المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم**، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، كتاب الآداب، بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَنِّي بِأَبِي الْقَاسِمِ وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ، (**بيروت**: دار إحياء التراث العربي–) ۳: ۱۶۸۲۔

[8] ۔ زین الدین محمد بن زین العابدین مناوی قاہری (التوفى: ۱۰۳۱ھ)، **فيض القدير شرح الجامع الصغير** (مصر: المكتبة التجارية الكبرى –الطبعة: الأولى، ۱۳۵۶ھ)، ۵: ۴۵۳، حرف الميم۔

"تم میں سے کسی کا کیا نقصان ہے (یعنی کوئی نقصان نہیں) اس بات میں کہ اس کے گھر میں ایک، دو یا تین محمد (نام والے) ہوں" ۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سمعت أهل مكة يقولون: ما من بيت فيه اسم محمد إلا نمى ورزقوا ورزق جيرانهم"[9].

(میں نے اہلِ مکہ سے سنا ہے کہ جس گھر میں "محمد" نام والا ہو تو اس کی وجہ سے ان کو اور ان کے پڑوسیوں کو رزق دیا جاتا ہے۔)

حدیث شریف میں "عبد اللہ" اور "عبد الرحمن" نام رکھنے کی ترغیب بھی آئی ہے، ان دو ناموں کو اللہ کے نزدیک سب سے محبوب نام بتایا گیا ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس پر بحث کرتے ہوئے کہ اللہ کے ہاں سب سے محبوب نام کون سا ہے؟ لکھتے ہیں:

"قال المناوي: وتفضيل التسمية بهما محمول على من أراد التسمي بالعبودية؛ لأنهم كانوا يسمون عبد شمس وعبد الدار، فلا ينافي أن اسم محمد وأحمد أحب إلى الله تعالى من جميع الأسماء، فإنه لم يختر لنبيه إلا ما هو أحب إليه، هذا هو الصواب، ولا يجوز حمله على الإطلاق اهـ. وورد: «من ولد له مولود فسماه محمداً كان هو ومولوده في الجنة». رواه ابن عساكر عن أمامة رفعه قال السيوطي: هذا أمثل حديث ورد في هذا الباب وإسناده حسن اهـ".[10]

(علامہ مناوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ "عبد اللہ" اور "عبد الرحمن" ناموں کا افضل ہونا "عبد" سے شروع ہونے والے ناموں کے اعتبار سے ہے؛ کیوں کہ عرب لوگ "عبد شمس" اور عبد دار" وغیرہ نام رکھا کرتے تھے تو یہ حکم ہوا کہ "عبد اللہ" اور "عبد الرحمن" نام رکھا کرو، اب یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناموں میں سے سب سے محبوب نام "محمد" اور "احمد" ہیں؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے وہی نام پسند کیے جو ان کے ہاں سب سے محبوب ہیں۔)

9۔ قاضی عیاض، **الشفاء**، 1:176۔

10۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر عابدین دمشقی (م:1252ھ)، **رد المحتار على الدر المختار** (بیروت: دار الفکر، الطبعة: الثانية، 1412ھ–1992م)، 6:417۔

مسلم اہلِ علم ودانش اور نامِ محمد ﷺ

نام پاک محمد اور احمد کا مادہ حمد ہے اور حمد کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے اخلاقِ حسنہ، اوصافِ حمیدہ، کمالاتِ جمیلہ اور فضائل ومحاسن کو محبت وعقیدت اور عظمت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں لکھا ہے:

" اسمِ پاک محمد بابِ تفعیل کے مصدر تحمید کا اسمِ مفعول ہے جس کا مطلب ہے تمام صفاتِ خیر اور اوصافِ حمیدہ کا جامع یا وہ ذات بابرکات جس کے حقیقی کمالات، ذاتی صفات، اور اصل محامد کو عقیدت ومحبت کے ساتھ بکثرت اور بار بار بیان کیا جائے "۔[11]

امام راغب اصفہانی اسم "محمد" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"محمد اسے کہتے ہیں جس کی قابلِ تعریف عادات حد اور شمار سے زیادہ ہوں"۔ [12]

امام زرقانی کہتے ہیں:

"اس سے مراد وہ ذات ہے جس کی تعریف کیے جانے کی کوئی حد نہ ہو"۔[13]

قاضی عیاض فرماتے ہیں:

"آپ کا اسم گرامی احمد یہ افعل کے وزن پر اسمِ تفضیل ہے جو حمد کا مبالغہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ یا سب سے زیادہ حمد کرنے والا۔ اور محمد یہ مُفَعَّل کے وزن پر (بحالتِ مفعول) مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جس کا مفہوم ہے بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا یا سب سے زیادہ تعریف کیا گیا"۔[14]

مشہور عربی لغت لسان العرب کے مصنف ابن منظور لکھتے ہیں:

"محمد اس کو کہتے ہیں کہ جس کی لائق تحسین عادات وصفات حد اور شمار سے زیادہ ہوں"۔ [15]

---

[11]۔ **اردو دائرہ معارف اسلامیہ** (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۱ء)، ۱۹: ۱۴۔

[12]۔ ابو القاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی (المتوفی: 502ھ)، **المفردات في غريب القرآن**، تحقیق: صفوان عدنان الداودي (بیروت۔ لبنان: الدار الشامیہ، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۳۱۔

[13]۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقي بن یوسف بن حمد بن شھاب الدین بن محمد الزرقاني المالکي (المتوفی: 1122ھ)، **شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية** (بیروت: دار الکتب العلمیہ: 1417ھ-1996م)، ۴: ۲۳۱۔

[14]۔ ابو الفضل القاضي عیاض بن موسیٰ (المتوفی: 544ھ)، **الشفاء**، ۱: ۳۴۹۔

لفظ محمد کے معنی میں کثرت اور زیادتی پائی جاتی ہے یعنی محمد صرف اسی کو کہا جا سکتا ہے جس کی بار بار تعریف کی جائے اور یہ تعریف ان خوبیوں اور بلند اوصاف کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس ذات میں پائی جاتی ہیں۔

قرآن وحدیث اور کتب تفسیر و سیرت کے مطابق نبیٔ اکرم ﷺ کے سیکڑوں ذاتی و صفاتی اسماء گرامی ہیں۔ اور یہ جملہ اسماء گرامی ان اعلیٰ صفات اور بے مثال خوبیوں سے مزیّن و مرتب ہیں جو آپ کی ذاتِ اقدس میں پائی جاتی تھیں اور جن صفات کی وجہ سے آپ کی تعریف و توصیف کرنا لازمی ہوتا ہے اور آپ کا کامل ترین انسان ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ہر وصف اور ہر خوبی سے آپ کا ایک نام وجود پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کے معروف و مستند علما نے آپ کے سیکڑوں اسماء کا تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً:

☆ امام قسطلانی نے ۳۴۷/ اسماء بیان کیے ہیں۔[16]

☆ امام جلال الدین سیوطی نے ۳۴۰/ نام کا تذکرہ کیا ہے۔[17]

☆ امام صالحی نے ۷۵۴/ اسماء کا ذکر کیا ہے۔[18]

☆ ابنِ فارس نے ۲۰۰/ انام بیان کیے ہیں۔[19]

☆ قاضی ابو بکر بن عربی نے **جامع الترمذی** کی شرح میں بعض صوفیا سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسماء ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی ایک ہزار اسماء ہیں۔[20]

---

15 ۔ ابن منظور، محمد بن مکرم ابن منظور افریقی (المتوفی: 711ھ)، **لسان العرب** (**بیروت**: دار صادر، 1414ھ)، مادہ: ح م د۔

16 ۔ احمد بن محمد قسطلانی، **المواهب اللدنية بالمنح المحمدية** (**قاہرہ**: المکتب الاسلامی، ۲۰۰۴ء، ۲: ۱۱ تا ۲۱۔

17 ۔ جلال الدین سیوطی، **الرياض الأنيقة فى شرح أسماء خير الخليقة** (**بیروت**– لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۸۵م–۱۴۰۵ء)، ص ۳۵۹۔

18 ۔ محمد بن یوسف صالحی شامی (المتوفی: ۹۴۲ھ) تحقیق وتعلیق: شیخ عادل احمد عبد الموجود، شیخ علي محمد معوض، **سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد** (قاہرہ: احیاء التراث الاسلامی، ۱۹۹۷ء)، ۱: ۴۰۷ تا ۵۳۷۔

19 ۔ احمد بن محمد عمر خفاجی، تحقیق: محمد عبد القادر عطا بنِ فارس، **نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض** (**بیروت۔ لبنان**: دار الکتاب العلمیۃ، ۱۴۲۱ھ – ۲۰۰۱ء)، ۳: ۲۴۱۔

20 ۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری، **اسمائے مصطفی ﷺ** (لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)، ص ۱۷۔

غیر مسلم اہلِ علم و دانش اور نامِ محمد ﷺ

عہد موسوی کے 300 سال بعد یعنی آج سے کوئی 3000 سال پہلے ہندو دھرم کی مقدس کتاب وید میں اسلام کے آخری پیغمبر محمد ﷺ کی آمد کا ذکر اس طرح ملتا ہے:

> "احمد" نے اپنے رب سے پُر حکمت شریعت کو حاصل کیا جسے دیکھتے وقت میں (گرشی وست کنو) آفتابِ رسالت کے نور سے منور ہو رہا ہوں۔[21]

ڈاکٹر ذاکر نائیک لکھتے ہیں:

> " آپ ﷺ کا ذکر ان کی مقدس کتب؛ **بھگود گیتا**، **وید**، **پرانا** اور **اُپنشد** وغیرہ میں کیا گیا ہے کہ "کالکی اوتار" آئے گا۔ کالکی سنسکرت لفظ ہے جس کا مطلب تعریف کیا گیا ہے اگر عربی میں اس لفظ کا ترجمہ کریں تو " محمد" ہو گا۔ پھر کہا گیا ہے کہ وہ "سومتی" کے بطن سے پیدا ہو گا۔ لفظ "سومتی" سنسکرت لفظ ہے جس کا معنی امن والی کے ہیں اور عربی میں سومتی کا ترجمہ " آمنہ" ہو گا جو رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا نام ہے۔ شری دس اوتار کے شلوک نمبر 10 میں کہا گیا ہے کہ " کالکی "وشنو یاس کا بیٹا ہو گا، وشنو کا مطلب سنسکرت میں خدا اور " یاس" کا مطلب بندہ یعنی خدا کا بندہ، اس کا معنی عربی میں عبد اللہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے والد کا نام ہے۔ مزید کہا گیا ہے کہ وہ شمبالا کے گاوں / علاقے میں پیدا ہو گا۔ شمبالا سنسکرت لفظ ہے جس کا مطلب امن والا جگہ ہے۔ عربی میں ترجمہ کریں تو اس کا ترجمہ دار الامان ہو گا جو مکہ کا دوسرا اور معروف نام ہے۔ پھر کہا گیا ہے کہ جب یہ کالکی آئے گا تو ایک اچھا دور شروع ہو جائے گا۔ پھر کہا گیا ہے کہ کالکی آخری اوتار ہو گا جس کو دین کے حفاظت کے لیے بھیجا جائے گا۔"[22]

ہندو مذہب کی کتب کے علاوہ غیر مسلم اہلِ علم و دانش کی تحریروں سے بھی نامِ محمد کے اسی مفہوم و معنیٰ کی ترجمانی و تصدیق ہوتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ سوریئے کانت دِویدی لکھتے ہیں:

> "محمد کا معنی ہوتا ہے ہر طرح اور ہر طریقے سے قابلِ تعریف، وہ انسان جس کو ہر کوئی اچھا کہے" ۔[23]

پروفیسر کے۔ ایس۔ راما کرشنا اور قم طراز ہیں:

---

[21] ۔ وید: پھاٹک، رشتی نمبر 56، منتر نمبر 8۔

[22] ۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، **مذاہبِ عالم میں حضرت محمدؐ کا ذکر** (اسلام آباد: دار النور، ۲۰۱۱)، صفحہ 129۔

[23] ۔ **امر اُجالا** (آگرہ: جون ۲۰۰۱ء)، اداراتی صفحہ۔

"محمد کا معنٰی ہوتا ہے جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو" ۔[24]

ڈاکٹر ایم۔اے۔شری واستو کہتے ہیں:

"محمد لفظ "حمد" مصدر سے بنا ہے جس کا معنی ہے تعریف کیا ہوا۔"

[25]

سوامی لکشمن پرساد تحریر فرماتے ہیں:

"آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کا نام غیبی آواز کی نشاندہی کی بنا پر احمد رکھا تھا۔ اس طرح محمد اور احمد آپ کے دونوں ذاتی نام ہیں۔" [26]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے دو ذاتی نام ہیں ایک محمد اور دوسرا احمد۔ اور دونوں ہی نام حد درجہ تعریف و توصیف سے متصف ہیں۔

مکینِ گنبدِ خضراء حضرت محمد ﷺ کے ذکر جمیل کے بعد اب ہم شہر مصطفی "مدینہ منورہ" کو تحقیق کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کریں گے۔

اسم "مدینہ منورہ" کی تحقیق

"مدینہ" کے لغوی معنی ہیں شہر اور منورہ کا معنی ہے روشن اور پُر نور۔ اس طرح مدینہ منور کا معنٰی ہوا روشن اور پُر نور شہر۔ مدینہ منورہ حجاز کا مقدس کا مشہور شہر ہے جس کا قدیم نام یثرب تھا۔ قرآن مجید میں مدینہ اور یثرب دونوں اسماء وارد ہوئے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر یثرب تشریف لائے تو یہ مدینہ منورہ کے نام سے مشہور ہوا۔

اسمائے مدینہ منورہ

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ کسی چیز کے ناموں کی کثرت اس کی عظمت و رفعت کا نشاں ہوتی ہے۔ جس کے جتنے زیادہ نام ہوتے ہیں اس کے اتنے ہی زیادہ مرتبے اور درجے بلند ہوتے ہیں۔ مثلاً رسولِ رحمت ﷺ کے اسماء وصفات کی کثرت ان کی بلند و بالا عز و شان کی ترجمانی کرتی ہے تو مدینہ منورہ کے ناموں کا کثیر ہونا اس کے فضل و شرف کا پتہ دیتا ہے۔

---

[24] ۔ راما کرشنا راو، پروفیسر، **اسلام کے پیغمبر** (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی، س ن)، ص ۳۔

[25] ۔ ایم۔اے۔شری واستو، ڈاکٹر، **حضرت محمد اور بھارتیہ دھرم گرنتھ** (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی، س ن)، ص ۹۔

[26] ۔ سوامی لکشمن پرساد، **عرب کا چاند** (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی، س ن)، ص ٦٦۔

روئے زمین کا کوئی شہر ایسا نہیں ہے کہ جس کے نام اعداد و شمار میں مدینہ منورہ کا مقابلہ کر سکیں۔خود آپ نے اللہ کے حکم سے اس شہر کا نام **طابہ** اور **طیبہ** تجویز فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالی نے مدینہ کا نام "طابہ" رکھا ہے۔"[27]

بعض علما نے اس شہر مقدس کے ایک سو اور بعض نے اس سے کم یا زیادہ اسماء کا تذکرہ کیا ہے۔[28]

علامہ یاقوت حموی نے اپنی مایہ ناز تصنیف "معجم البلدان" میں مدینہ منورہ کے درج ذیل انتیس ناموں کا ذکر کیا ہے:

المدينة، طيبة، طابة، المسكينة، العذرآئ، الجابرة، المحبة، المحببة، المحبورة، يثرب، الناجية، الموفية، اكالة البلدان، المباركة، المحفوفة، المسلمة، المِجَنّة، القدسية، العاصمة، المرزوقة، الشافية، الحيرة، المحبوبة، المرحومة، المختارة، المحرّمة القاصمة، طبابا-[29]

علاوہ ازیں ممتاز مؤرخ سمہودی نے مدینہ منورہ کے ۹۴/ اسماء بیان کیے ہیں۔[30]

محبت مدینہ منورہ

قرآن و حدیث میں تمام امتِ مسلمہ کے لیے صرف محبتِ رسول کو ہی واجب قرار نہیں دیا گیا ہے بلکہ مدینۃ الرسول سے بھی محبت کرنا ضروری کہا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جملہ کائناتِ انسانی میں ایسا کوئی بھی مومن صادق یا مسلمان نہیں ہو گا کہ جس کے دل میں ہمہ وقت روضۃ الرسول اور مدینۃ الرسول کی دید کا شوق و جذبہ موجزن نہ ہو اور اس کا دل محبتِ رسول اور مدینۃ الرسول کی محبت سے ہر وقت سرشار نہ رہتا ہو۔اور کیوں نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی محبت کے لیے دعا فرمائی اور عرض کیا:

"اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ، أَوْ أَشَدَّ "[31]

27۔ مسلم، کتاب الحج، باب المدینۃ تنفی شرارہا، ۲:۱۰۰۵، رقم:۱۳۸۱۔

28۔ دائرہ معارفِ اسلامیہ، ۲۰:۲۴۵۔

29۔ شھاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموي (المتوفی:۶۲۶ھ)، **معجم البلدان** (لائپزگ:۱۸۶۹ء) ۴:۴۶۰۔

30۔ علي بن عبد اللہ بن احمد حسني شافعي، سمہودی (المتوفی:۹۱۱ھ)، **وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الأولی– ۱۴۱۹ھ)، ص۷ تا ۱۹۔

"اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ منورہ کی محبت اس طرح جاگزیں فرما جیسے مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ"۔

اسی طرح مندرجہ ذیل حدیث بھی مدینہ منورہ کی محبت پر دلالت کرتی ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ المَدِينَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔" [32]

"نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ منورہ کے درودیوار پر نظر پڑتی تو آپ مدینہ منورہ کی محبت کی وجہ سے اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے"۔

عظمت مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کائنات ارضی کا وہ نگینہ ہے، جہاں ہر لمحہ آسمان سے رحمت کی رم جھم برستی رہتی ہے، ساکنانِ مدینہ سائبان کرم میں رہتے ہیں اہل مدینہ کو مدینہ کا شہری ہونے کے باعث بے پناہ فضیلت حاصل ہے۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کے شب وروز نبی اکرم ﷺ کی چادرِ رحمت کے سائے میں گزرتا ہے، نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کا حصار انہیں اپنے دامنِ عطاء و بخشش میں چھپالیتا ہے۔ اہل مدینہ کو اگر کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اس پر صبر کرتے ہیں تو ایسے اہل مدینہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص مدینہ منورہ کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا قیامت کے روز میں اس شخص کے حق میں گواہی دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔"[33]

اہل مدینہ سے برائی کرنا تو درکنار برائی کا ارادہ کرنے والے کو بھی جہنم کی وعید سناتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اس شہر والوں (یعنی اہل مدینہ) کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ میں) اس طرح پگھلائے گا جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"[34]

---

[31]۔ محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ بخاری، **الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري**، تحقق: محمد زہیر بن ناصر، کتاب مناقب الأنصار، بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ المَدِينَةَ (**بیروت**: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ)، ۵: ۶۶۔

[32]۔ بخاری، کتاب فَضَائِلِ المَدِينَةِ، بَابٌ المَدِينَةُ تَنْفِي الخَبَثَ، ۳: ۲۳، رقم: ۱۸۸۶۔

[33]۔ نفس مصدر، کتاب الحج، باب الترغيب فی سكنى المدينة والصبر على لاوائها، ۲: ۱۰۰۴، رقم: ۱۳۷۷۔

[34]۔ نفس مصدر، باب من أراد أهل المدينة بسوء أذابه الله، ۲: ۱۰۰۷، رقم: ۱۳۸۶۔

یعنی نبی اکرم ﷺ کے شہر دلنواز مدینہ منورہ کے رہنے والوں کا ادب و احترام بھی آپ ﷺ کی نسبت و تعلق کی وجہ سے لازم ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کو دار الایمان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"ایمان سمٹ کر مدینہ طیبہ میں اس طرح داخل ہو جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں داخل ہوتا ہے۔" [35]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ، فَلْيَفْعَلْ، فَإِنِّي أَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا"[36]

(جو شخص تم میں سے مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ ایسا کرے کیوں کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اللہ کے حضور اس اس کے ایمان کی گواہی گا۔)

جملہ کائنات ارضی و سماوی میں بعد از خدا بزرگ و برتر ہونے کی وجہ سے رسول اعظم ﷺ کے مسکن و مکان کو بھی امتیازی عظمت و فضیلت حاصل ہے۔ نہ ساکن کا کوئی جواب ہے نہ مسکن کی کوئی مثال ہے۔ مختصر یہ کہ مدینہ منورہ کا بہت بلند و بالا مقام ہے۔ اس کے فضائل و مناقب بے حد و بے حساب ہیں اور یہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا جامع ہے۔ چنانچہ نبیٔ اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"یااللہ مدینہ منورہ میں اس سے دوگنی برکت عطا فرما جتنی تونے مکہ مکرمہ میں رکھی ہے۔" [37]

آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کو حرم کا درجہ عطا فرماتے ہوئے اس کی عظمت کو چار چاند لگاتے ہوئے فرمایا:

"حضرت ابراہیم نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا تھا اور میں دو کالے پتھروں والے میدانوں کے درمیان مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔ نہ وہاں کوئی درخت اور جھاڑی کاٹی جائے اور نہ کوئی جانور شکار کیا جائے۔" [38]

35۔ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، (المتوفی:۲۷۳ھ) السنن، کتاب المناسک، باب فضل المدینة، تحقیق: شعیب الأرنووط- عادل مرشد- محمّد کامل قره بللي- عبد اللّطيف حرز الله (بیروت: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ۱۴۳۰ھ- ۲۰۰۹م)، 292:4، رقم: ۳۱۱۲۔

36۔ نفس مصدر، ۱۰۳۹، رقم: ۳۱۱۲۔

37۔ نفس مصدر، کتاب فَضَائِلِ الْمَدِينَةِ ،بَابٌ: الْمَدِينَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ، رقم: ۱۷۸۶۔

38۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحج، بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ، وَدُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا بِالْبَرَكَةِ، وَبَيَانِ تَحْرِيمِهَا، وَتَحْرِيمِ صَيْدِهَا وَشَجَرِهَا، وَبَيَانِ حُدُودِ حَرَمِهَا ،۲:۹۹۲، رقم: ۱۳۶۲۔

اسی طرح مدینہ منورہ جو کہ یثرب یعنی بیماریوں کا گھر تھا، آپ کی دعا کی برکت سے منبع ءشفا قرار پایا حتیٰ کہ اس کی آب وہوا ،اس کی مٹی اور پانی میں بھی شفا رکھ دی گئی۔

"اے اللہ مدینہ منورہ کے غلہ وپیداوار میں برکت فرما، اس کی آب وہوا ہمارے موافق بنادے اور اس کا موسمی بخار جحفہ میں منتقل فرمادے۔" [39]

نبیٔ اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔" [40]

(مدینہ ان کے لیے بہتر ہے کاش لوگ اس کی بہتری کو جان لیتے۔)

زیارت مدینہ منورہ

مدینہ منورہ میں واقع مسجدِ نبوی شریف اور اسی کے ایک حصے میں واقع نبیٔ رحمت ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت اسلامی نقطۂ نظر سے افضل ترین عبادتوں و عظیم نیکیوں میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محققین نے روضۂ رسول کی حاضری کی زیارت کو باعثِ خیر وبرکت، شفاعت و نجات کا موجب اور اس سے روگردانی وانحراف کو ہلاکت کا سبب قرار دیا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔" [41]

دوسری جگہ فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہو گی۔" [42]

---

[39] ۔ بخاری، نفس مصدر، کتاب فَضَائِلِ الْمَدِينَةِ ،بَابٌ: الْمَدِينَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ،۳:۲۳،رقم:۱۸۸۹۔

[40]۔ نفس مصدر، کتاب فَضَائِلِ الْمَدِينَةِ، بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ تُعْرَى الْمَدِينَةُ، 21:3۔

[41] ۔ سلیمان بن احمد، ابو القاسم طبرانی (المتوفی: ۳۶۰ھ)، **المعجم الكبير**، تحقیق: حمدي بن عبد المجيد (**قاہرہ**: دار النشر، مكتبة ابن تيمية، س ن)، ۱۲:۴۰۶، رقم: ۱۳۴۹۶۔

[42] ۔ ابو الحسن علي بن عمر الدارقطني (المتوفى: ۳۸۵ھ)، **سنن الدارقطني**، تحقیق: شعيب الأرنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، احمد برهوم (**بیروت**: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۴م)وصححه عبد الحق ولقوله صلى الله عليه وسلم (من جاءني زائرا لا تحمله حاجة إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون له شفيعا يوم القيامة)رواه الجماعة. منهم الحافظ أبو علي بن السكن في كتابه المسمى بالسنن الصحاح.

مزید ارشاد فرمایا: "مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِي بَعْدَ وَفَاتِي كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي- "[43]

(جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔)

امتیازات مدینہ منورہ

قرآن و حدیث، سیرتِ رسول اور اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ بہت سے امتیازات اور خصوصی صفات کا حامل ہے۔ جو اس کائناتِ انسانی میں کسی مقام یا کسی شہر کو حاصل نہیں۔ مثلاً رسولِ اکرم، رحمتِ عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت کے لیے منتخب فرمایا۔ اپنی قیام گاہ اور آرام گاہ مقرر فرمایا، اسلامی سلطنت اور دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا۔ یہیں سے آپ نے دینِ اسلام کو عام و تام فرمایا، اس کو مکہ مکرمہ کی طرح حرم قرار دیا، اس کے لیے برکت کی دعا مانگی، حیاتِ طیبہ کے آخری دس سال یہیں گزارے، اسی مبارک سرزمین میں آپ کا روضۂ انور ہے، اسی مبارک سرزمین نے آپ کے جسدِ اطہر کو اپنے اندر سمور کھا ہے، اسی میں آپ ﷺ کی عظیم مسجد ہے، جہاں پڑھی ہوئی ایک نماز ہزاروں نمازوں سے افضل ہے[44] اسی کا ایک ٹکڑا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔[45]۔

یہ پاکیزگی کا مرکز اور اس کی ہر چیز پاکیزہ ہے اسی لیے اس کا نام طابہ اور طیبہ ہے، تمام امتِ مسلمہ کو روئے زمین کے تمام مقامات سے محبوب ترین ہونے کے باعث اس کا نام محبۃ اور محبوبۃ ہے، اسی مبارک شہر میں مسجد قبا، مسجد جمعہ اور وہ

فهذان إمامان صححا هذين الحديثين وقولهما أولى من قول من طعن في ذلك. نقله المسندي) ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۳۹، تحت رقم: ۳۱۱۲۔

43۔ عبد الحق محدث دہلوی، راحت القلوب (اردو) (دہلی: رضوی کتاب گھر، ۲۰۰۹ء)، ص ۲۰۶-۲۰۴۔

44۔ قال: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ» صحیح مسلم، كِتَابُ الْحَجِّ، بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، 2 :1012، رقم: ۱۳۹۴۔

45۔ «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ» صحیح مسلم، كِتَابُ الْحَجِّ، بَابُ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، 2:1010۔

تمام مساجد ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے نمازیں ادا کیں، یہی وہ مقدس شہر ہے جہاں وفات پانے والے کے ایمان کی رسول اللہ ﷺ گواہی دیں گے۔[46]

ایمان سمٹ کر مدینہ طیبہ میں اس طرح داخل ہو جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں داخل ہوتا ہے۔[47] دجال یہاں داخل نہ ہو سکے گا، طاعون کی وبا یہاں نہ پھیلے گی، یہاں کی خاک بیماری سے شفا کا سبب ہے اور یہاں کی کھجور نہار منھ زہر اور جادو کے لیے نسخہ کیمیا ہے۔ الغرض یہ ساری باتیں حدیث رسول ﷺ میں موجود ہیں۔

غیر مسلم شعرا کے نعتیہ کلام میں لفظ "مدینہ"

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کل عالم کے لیے سراپا رحم و کرم بن کر تشریف لائے۔ آپ نے انس، جن، چرند وپرند، غرض ہر ایک مخلوق کے لیے رحمت کا مظاہرہ کیا اور سب کے لیے رحم و کرم کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی بارگاہ میں دنیا کے تمام ادیان و مذاہب اور اقوام کے اہل علم و دانش حضرات اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

جو لوگ ہندوستان میں رہتے ہیں یا ہندوستانی شعر و ادب سے واقف ہیں وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہندوستان کے بہت سے غیر مسلم شعرا نے پیغمبرِ اسلام کی مدح سرائی کے ساتھ ساتھ آپ کے شہر مدینہ منورہ کی بھی بڑے حسین اور دلکش پیرائے میں تعریف و توصیف بیان کی ہے اور انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ مدینہ طیبہ سے اپنی محبتوں کا اظہار کیا ہے ذیل میں ہم ہندوستان کے چند غیر مسلم شعرا کے لفظ مدینہ کے استعمال کی مناسبت سے تحقیق پیش کریں گے۔

---

[46]۔ ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ (المتوفی: ۲۷۳ھ) السنن، كِتَابُ الْمَنَاسِكِ، بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ، تحقیق: شعیب الأرنؤوط - عادل مرشد - محمَّد كامل قره بللي - عبد اللّطيف حرز الله (بیروت: دار الرسالة العالمية، ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹م)، ۲: ۱۰۳۹، رقم: ۳۱۱۲۔

[47]۔ نفس مصدر، کتاب، 292:4، رقم: ۳۱۱۲۔

منشی سالک رام سالکؔ

منشی سالک رام سالکؔ کے کلام میں رحمتِ عالم ﷺ اور آپ کے محبوب شہر مدینہ منورہ سے محبت کا اظہار نظر آتا ہے۔ مثلاً موصوف کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

لے لے گی مری جاں تمنائے مدینہ — مدت سے ہے اب وردِ زباں ہائے مدینہ
جنت کی ہوس، خلد کی خواہش نہ رہے پھر — اک بار جو قسمت مجھے دکھلائے مدینہ
سرمہ کی طرح آنکھوں میں سالک میں لگالوں — ہاتھ آئے جو خاکِ درِ مولائے مدینہ[48]

مہاراجہ سرکشن پرشاد، شادؔ حیدرآبادی [49]

مہاراجہ سرکشن پرشاد، شادؔ حیدرآبادی نبیٔ رحمت ﷺ اور آپ سے وابستہ مبارک وپاکیزہ اشیا کے ذکرِ جمیل سے تو آپ کا پورا نعتیہ دیوان سرشار نظر آتا ہے۔ مدینہ الرسول ﷺ سے اپنے قلبی جذبات کی یوں عکاسی کرتے ہیں:

بلوائیں مجھے شادؔ جو سلطانِ مدینہ — جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربانِ مدینہ
وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محبوبِ خدا ہیں — کعبہ سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیوں شانِ مدینہ
کافر ہوں کہ مومن ہوں، خدا جانے میں کیا ہوں — پر بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطانِ مدینہ
لے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشقِ محمد — تحفہ ہے مرے پاس یہ شایانِ مدینہ[50]

48۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد، **سوغات صنم خانہ** (نئی دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۳ء)، ص ۱۳۸۔

49۔ مہاراجا سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت، جی سی آئی ای (1 جنوری 1864ء – 13 مئی 1940ء) ریاست حیدرآباد کے دوبار صدر المہام (وزیر اعظم) رہے۔ علامہ محمد اقبال کے قریبی دوستوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور شادؔ تخلص کرتے تھے۔ علامہ محمد اقبال اور آپ کے درمیان ہونے والی خط کتابت سے دونوں ہستیوں کے درمیان قریبی تعلقات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ (محمد عبد اللہ قریشی، **اقبال بنام شاد** (لاہور: زرین آرٹ پریس، ۱۹۸۶ء)، ۳۔

50۔ محمد احمد، **غیر مسلم شعرا کا نعتیہ کلام** (دہلی: الاشرف اکیڈمی، ۲۰۰۸ء)، ص ۵۱، ۵۲۔

بابو روشن لال نعیمؔ

بابو روشن لال نعیمؔ نے اپنے نعتیہ اشعار میں جہاں رسولِ اکرم ﷺ کی ذات بابرکات اور اوصافِ حمیدہ کو شعری جامہ پہنایا ہے وہاں مدینہ منورہ کے معطر بیان سے بھی اپنے کلام کو عطر بیز کیا ہے۔ ان کے یہ اشعار دیکھیں:

للہ ... بلا لیجیے سرکارِ مدینہ — مر جائے نہ یہ ہند میں، بیمارِ مدینہ

اے شیخ تجھی کو رہے فردوس مبارک — کافی ہے مجھے گوشۂ گلزارِ مدینہ

چھا جائے مری قبر پہ رحمت کی بدریا — دربار شب و روز ہوں انوارِ مدینہ [51]

رمیشن نارائن سکسینہ، گلشن بریلوی

رمیشن نارائن سکسینہ، گلشن بریلوی نے آسان اور مشکل ردیف و قافیہ میں بہت سی نعتیں کہی ہیں جن میں مدینہ منورہ سے متعلق اپنے خیالات اور ارادوں کی ترجمانی اس طرح کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

مجھے کاش توفیق اتنی خدا دے — کروں سر کے بل طے مدینہ کے جادے

بہت خاک چھانی ہے دنیا کی گلشنؔ — مدینہ کی گلیوں کے اب ہیں ارادے

آنے کو تو سنسار میں آئے ہیں نبی اور — آیا ہے نہ آئے گا محمد سا کوئی اور

ہے یوں بھی سکوں بخش مدینے کا تصور — پہنچیں جو مدینے میں تو ہوتی ہے خوشی اور

یاد آتی ہے جب دوریٔ سرکارِ مدینہ — بڑھ جاتی ہے گلشن مری آنکھوں میں نمی اور

محسوس یہ ہوا ہے مدینے میں دوستو — آنکھیں ملی ہیں گنبد و مینار کے لیے

نکلے جو دم تو نکلے مدینے کی خاک پر — اتنا بہت ہے مجھ سے گنہ گار کے لیے [52]

وشنو کمار، شوقؔ لکھنوی

لکھنؤ کے ممتاز غزل گو شعرا میں وشنو کمار، شوق لکھنوی بہت سی شعری و ادبی خصوصیات کے مالک تھے۔ شعری تلازمات و مناسبات سے مرصع و مرقع اشعار کہتے تھے۔ موصوف نے جہاں دیگر صنف سخن میں خامہ فرسائی کی

51۔ ڈاکٹر سید عبد الحمید ضیائی، **مدینۂ سخن** (نئی دہلی: خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، س ن)، ص ۴۰۱۔

52۔ محمد احمد، **گلہائے عقیدت** (نئی دہلی: الاشرف اکیڈمی، ۲۰۰۸ء)، ص ۹۸، ۸۳، ۱۰۱۔

ہے، وہاں رحمتِ عالم ﷺ سے متعلق و منسلک امور و اشیا کو بھی اپنے اشعار کا موضوع بنایا ہے۔ مدینہ منورہ سے متعلق اپنے قلبی احساسات کو نظم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسولِ رحمت کے دم قدم سے مدینہ کے ذرے ذرے کی چمک دمک کا یہ عالم ہے کہ وہ سورج سے آنکھ لڑاتا ہے۔ اور اگر میں بات کروں اس کی عظمت و تقدس کی تو اتنا سمجھ لیجیے کہ اگر رہِ مدینہ میں دم بھی نکل جائے تو یہ بہت بہتر سودا ہے۔ اور جہاں تک اس کی محبت کا معاملہ ہے تو یہ کیفیت ہے کہ ہر وقت دل و دماغ پر اس کے جلوے سایہ فگن رہتے ہیں اور زیست کا ایک ہی مقصد اور ایک ہی ارمان ہے کہ کاش کسی طرح اس شہر مقدس کی زیارت ہو جائے۔ آپ خود ہی دیکھیں کہ ان کے اشعار میں کیسا سوز دروں اور بہترین اسلوب ہے:

لڑاتا ہے نظر سورج سے ہر ذرہ مدینے کا رسول اللہ سے اتنا بڑھا رتبہ مدینے کا
اگر جاں بھی نکل جائے مری طیبہ کی راہوں میں تو سمجھوں گا بہت سستا ہوا سودا مدینے کا
ابھی تو خواب ہی دیکھا ہے اب تعبیر دیکھوں گا نگاہوں میں لیے پھرتا ہوں میں نقشہ مدینے کا
بس اب تو شوقِ دل میں اک یہی ارمان باقی ہے کسی صورت پہنچ کر دیکھ لوں روضہ مدینے کا [53]

کرشن بہاری، نورؔ لکھنوی

کرشن بہاری، نور لکھنوی کا ہندو پاک کے مشہور شعرا میں شمار ہوتا ہے۔ آپ نے بہت سے عالمی مشاعروں کو رونق بخشی ہے اور شعر و ادب کا ذوق رکھنے والے اہلِ علم و دانش سے خوب خوب داد و تحسین حاصل کی ہے۔ "دکھ سکھ" کے نام سے، آپ کا شعری مجموعہ بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ شعر و ادب کی دیگر اصناف کی طرح آپ ﷺ کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت بھی پیش کیئے ہیں جس کے ضمن میں مدینہ منورہ کے پر نور ذکر سے اپنے کلام کو مزین کرتے ہوئے کہتے ہیں:

گلزارِ محمد کیا کہنا، بازارِ مدینہ کیا کہنا ایمان کے سکے چلتے ہیں، فردوس کا سودا ہوتا ہے
یہ ربط نبوت اور وحدت ہر حال میں یکساں رہتا ہے جھکتی ہے جبیں کعبے کی طرف اور دل میں مدینہ ہوتا ہے
وہ نور کی نظریں ہوتی ہیں گنبد سے جو ٹکرا جاتی ہیں مل جاتا ہے جو چوکھٹ سے تری وہ نور کا سجدہ ہوتا ہے [54]

53۔ ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ، **ہمارے رسول** (**نئی دہلی:** خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، س ن)، ۲۰۱۱ء، ص۴۵۳۔

54۔ کرشن بہاری، نوری لکھوی، "نعت رسول ﷺ" ، ہفت روزہ اردو مورچہ، رحمۃ للعالمین نمبر، دہلی، ۱۴(تا ۱۸/ اکتوبر، ۱۹۸۹ء)، ص۴۔

وشنو کمار ماتھر، وشنوؔ اکبر آبادی

وشنوؔ اکبر آبادی (۱۹۶۲-۱۸۸۶ھ) ایک کہنہ مشق شاعر تھے۔ اردو شاعری کی اکثر اصناف میں آپ نے شعر گوئی کے جلوے دکھائے ہیں۔ نعتیہ کلام بھی حسین اسلوب میں پیش کیا ہے۔ جس میں نہ صرف محمد ﷺ سے محبت کے نمونے ملتے ہیں بلکہ مدینہ منورہ سے بھی والہانہ عقیدت کے ثبوت ملتے ہیں۔ موصوف کا ماننا ہے کہ روزِ جزا غلامانِ مدینہ ہی بلند و بالا مقام کے حامل ہوں گے اور جن کی نظروں میں گلشن مدینہ کے جلوے سمائے ہوں وہ کبھی باغِ جنت کے نظاروں کا احساس نہیں کرتے۔ مثلاً ان کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

کہتی ہے جنہیں خلق غلامانِ مدینہ   پائیں گے وہی روزِ جزا رتبۂ عالی
مرغوب ہے دل سے جنھیں بستانِ مدینہ   وہ گلشنِ فردوس کی حسرت نہیں کرتے[55]

سادھو رام، آرزوؔ سہارنپوری

آرزوؔ سہانپوری۔ اسلامی تعلیمات سے گہری واقفیت اور وابستگی کا اثر آپ کی نعتیہ شاعری میں نمایاں نظر آتا ہے۔ غالباً یہی وہ اثر تھا کہ جس کے پیش نظر آپ نے محبت رسول ﷺ میں سرشار ہو کر نعتیں کہی ہیں اور جس کی وجہ سے آپ ہندو پاک میں کافی مشہور رہے ہیں۔ آپ کے کئی مجموعے جیسے **الہام سحر**، **حدیث آرزو**، **ظہورِ قدسی** اور **بہارستان اولیا** وغیرہ شائع ہو چکے ہیں ان کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نعت و منقبت گوئی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ مدینہ منورہ سے متعلق کہے گئے حسب ذیل اشعار سے جس کا آپ بحسن و خوبی اندازہ لگا سکتے ہیں:

جب شاہ دو عالم ہوئے سلطانِ مدینہ   خود بڑھ کے مشیت، ہوئی قربانِ مدینہ
اے اہلِ حقیقت مجھے آنکھوں پہ بٹھاؤ   آیا ہوں میں طے کر کے بیابانِ مدینہ[56]

لکشمی نارائن، سخاؔ جے پوری

سخاؔ جے پور کے ضلع مجسٹریٹ تھے، شعر و ادب کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ عربی زبان سے واقفیت کے علاوہ اردو اور فارسی میں مہارت حاصل تھی۔ موصوف نے تمام اصنافِ سخن میں شاعری کے جوہر دکھائے ہیں اور عطاء اللہ عطا سے شعری اصلاح کا فیض اخذ کیا ہے۔ آپ کا ایک مجموعہ **"معراج محبت"** کے عنوان سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہو چکا ہے جس میں

---

[55] ۔ ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ، **ہمارے رسول**، ص۱۸۶۔

[56] ۔ جوہر دیوبندی، **نغمۂ ناقوس: تذکرہ ہندو شعرا اسہارن پور** (**دہلی**: محبوب پریس، ۱۹۸۵ھ)، ص۴۶۔

فارسی کلام کے علاوہ پچاس نعتیں و منقبتیں اور سلام و قصائد وغیرہ بھی شامل ہیں۔ نعتیہ کلام میں مدینہ منورہ سے متعلق بھی حد درجہ عقیدت کا اظہار ملتا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل اشعار میں دیکھا جا سکتا ہے:

ہشیار رہیں بادیہ پیمائے مدینہ جنت کے عوض دے نہ دیں صحرائے مدینہ

قدسی سے سنو روضۂ اطہر کی بزرگی عرشی سے سنو رتبہ والائے مدینہ

دو چار سخا سے بھی ہیں وہ واں پہ ملیں گے ہونے کو تو لاکھوں ہی ہیں شیدائے مدینہ [57]

بہاری لال شانتؔ

مشاق اور بلند تخیل شعرا میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ غزل کے علاوہ بہترین نعتیں بھی کہی ہیں۔ آپ کی نعتوں میں دیارِ محمد مصطفی یعنی مدینہ منورہ، گنبدِ خضریٰ اور رسولِ خدا ﷺ کا تذکرہ نہایت حسین اور دلکش پیرائے میں ملتا ہے، جن کے جلوؤں کا اظہار آپ نے کچھ اس طرح کیا ہے:

کیوں کر کہوں جنت ہے گلستانِ مدینہ جنت کے فرشتے ہیں ثناخوانِ مدینہ

سو جنتیں اور ایک بیابانِ مدینہ سو پھول اور اک خارِ مغیلانِ مدینہ

برکت ہے ترے قدموں کی اے جانِ مدینہ آدم بھی فرشتے بھی ہیں قربانِ مدینہ [58]

طوطا رام، احقرؔ

احقرؔ درس و تدریس کے مشغلے سے وابستہ تھے اور سردار پور چھاؤنی کے ایک اسکول میں بحیثیت معلم فرائض انجام دیا کرتے تھے ساتھ ہی ساتھ شعر و سخن سے بھی گہری دلچسپی تھی۔ آپ نے مختلف اصنافِ سخن میں منظوم کلام کہا ہے جو رسالہ **"گلزارِ خلد"** مطبوعہ ستمبر ۱۸۸۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ موصوف نے نعتیہ کلام میں فضائل و خصائص اور خصائل مصطفی ﷺ کا بہت خوب نقشہ کھینچا ہے۔ اور مدینہ منورہ کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ وہاں جانے کی تمنا کا اظہار درج ذیل اشعار میں اس طرح کیا ہے:

مدت سے یہ دل اپنا ہے شیدائے مدینہ کب مجھ کو خدا دیکھئے دکھلائے مدینہ

---

57 ۔ عرفان عباسی، **تذکرہ شعراء اتر پردیش** (**لکھنو**: نظامی پریس، ۱۹۸۲ھ)، ۱۱: ۱۴۱۔

58 ۔ فانی مرادآبادی، **ہندو شعرا کا نعتیہ کلام** (لائل پور: عارف پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۶۳ھ)، ص ۴۱۔

مجنوں ہوں میں ہندی وہ ہے لیلائے مدینہ لازم ہے مرا نجد ہو صحرائے مدینہ

اے بادِ صبا چشمِ کرم کچھ تو ادھر بھی لا بہرِ خدا بو، گلِ رعنائے مدینہ[59]

ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ آزادؔ

ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ آزاد کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ لکھنؤ کے ایک انتہائی معزز اور تعلیم یافتہ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد جناب گوپی ناتھ امن لکھنوی معتبر صحافی، نامور شاعر، مشہور نثر نگار اور کئی زبانوں کے ماہر تھے۔ چچا محترم جناب گرسرن لال ادیب لکھنوی اور دادا جناب مہادیو پرساد عاصی لکھنوی بھی اردو ادب اور دیگر علوم کے ممتاز و معروف دانشور کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ اپنے خاندان کی علمی و تہذیبی وراثت کے امین و وارث ڈاکٹر آزاد بھی کئی زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔ اردو، ہندی اور انگلش میں تقریباً ۱۶ / کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے **"صحیفۂ نور"** اور **"انوارِ عقیدت"** شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ملکی اور غیر ملکی، قومی اور عالمی کانفرنسوں، ادبی محفلوں، سیمیناروں، اخباروں اور رسالوں کا، اپنے مقالات اور تقاریر سے حسن دوبالا کر چکے ہیں۔ انھی علمی خدمات کی بدولت بارہا مختلف تنظیموں اور انجمنوں کی طرف سے اعزازات سے نوازے گئے ہیں۔ حاشیے میں ہندوستان میں نعت گوئی کی روایت کی توسیع، تنوع اور ارتقا میں یوں تو سیکڑوں غیر مسلم شعرا نے حصہ لیا ہے البتہ ڈاکٹر آزاد نے جو تحقیقی، تاریخی اور نعتیہ ادبی خدمات انجام دی ہیں وہ امتیازی اہمیت کی حامل ہیں۔ موصوف نے نعتیہ ادب سے متعلق جو مقالات یا کتب تحریر کی ہیں بالخصوص **"ہمارے رسول"** کے عنوان سے، غیر مسلم شعرا کے نعتیہ کلام کی جو تاریخ رقم کی ہے پوری دنیا کے کسی ملک یا کسی زبان کے غیر مسلم کو یہ انفرادی مقام حاصل نہیں۔

ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ آزاد کے خاندان میں کئی پشتوں سے محمد اور آلِ محمد ﷺ کی محبت اور عقیدت میں منظوم کلام لکھنے کی ایک قدیم تاریخ رہی ہے۔ اِسی خاندانی روایت کو ڈاکٹر آزاد نے بھی بحسن و خوبی قائم رکھا اور حمد، نعت، مناقب، قصائد، سلام اور مراثی کے ذریعے اللہ، رسول اور اہلِ بیت اطہار کی بارگاہ میں نذرانے پیش کیے۔ ڈاکٹر موصوف نے نبیٔ رحمت ﷺ سے اپنی والہانہ وابستگی اور پرخلوص محبت کو اس طرح نثر اور نظم میں سمویا ہے کہ امتِ اجابت انگشت بدنداں ہے۔ مدینہ منورہ سے متعلق اپنے دلی جذبات کو شعری جامہ پہناتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

ہے چشمِ تصور میں بسا کوئے مدینہ رہ رہ کے کھنچا جاتا ہے دل سوئے مدینہ

مکہ میں ہے اللہ کا گھر خوب ہے لیکن کاشانۂ محبوبِ خدا کوئے مدینہ

---

[59] ۔ محمد محفوظ الرحمن، **ہندو شعرا اور بارِ رسول میں** (**لکھنؤ**: ابراہیمی پریس، س ن)، ص ۲۰۔

اب ذہن ہے مسرور مری روح معطر — جب سے بسی احساس میں خوشبوئے مدینہ

مدینہ منورہ کی خاک میں ہے وہ کشش — اِدھر اُدھر جدھر گئی نظر ٹھہر ٹھہر گئی

مدینہ پر بہار ہے نبی کا یہ دیار ہے — چلی کسی بھی سمت سے یہیں ڈگر ڈگر گئی[60]

ہری داس اختؔر

اختؔر سکھ قوم میں اردو ادب کے ایک ممتاز عالم و ادیب کی حیثیت سے مشہور تھے۔ گوجرانوالہ پاکستان آبائی وطن تھا۔ شعر گوئی کا ذوق وشوق رکھتے تھے اور قیس جالندھری سے اپنے منظوم کلام کی اصلاح لیا کرتے تھے۔ اختر نے غزل، قطعہ اور نظم جیسی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہے البتہ نعت گوئی کو باعثِ فخر وانبساط سمجھتے تھے۔ حسب ذیل اشعار میں جس کو بخوبی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

جس وقت نظر آئے کچھ آثارِ مدینہ — حاجی نظر آئے سبھی سرشارِ مدینہ

ہر ذرہ مدینے کا ہے رشکِ مہِ انوار — رشکِ گل فردوس ہے پُرخارِ مدینہ

حاصل ہوئی کونین کی دولت اُسے اختر — حاصل ہوا جس شخص کو دیدارِ مدینہ[61]

شیام سندر، باصرؔ کشمیری

اکثر شعراء نے اس پاکیزہ سوچ کے ساتھ نعت گوئی کا سہارا لیا ہے کہ اس بابرکت صنف کی بدولت ہمارے لفظوں کو بھی شعر وادب میں ایک معتبر مقام اور ادبی عروج حاصل ہو جائے۔ بقول ڈاکٹر واحد نظیر:

یہ صنفِ نعت نہ ہوتی تو سوچتے ہیں ہم — کہ اپنے لفظوں کو کس طرح معتبر کرتے

غالباً اسی تصور کو ملحوظ رکھتے ہوئے باصرؔ کشمیری نے نعت گوئی کو اپنا خاص محور بنایا ہے۔ اور اپنی نعت بہارِ مدینہ میں مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ سے بہتر ثابت کیا ہے۔ ایک مخمس نما نظم میں نبیُ رحمت کے قدمہائے مبارکہ کی بدولت مدینہ کو باغِ ارم اور رشکِ صد طور بیان کیا ہے اور نعت بعنوان چراغِ انجمن میں رسولِ رحمت ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ مدینہ منورہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

60۔ ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ، **ہمارے رسول**، ۴۰، ۴۱، ۲۳۸، ۲۵۵۔

61۔ نور احمد میرٹھی، **بہر زماں بہر زباں ﷺ** (کراچی: ۱۹۹۶ء، م ن د)، ۱۰۶۔

محمد ﷺ نے فرمائی مکہ سے ہجرت   نمایاں ہے یہ افتخارِ مدینہ
چلوں سر کے بل میں زہِ فخر و عزت   بلائے اگر تاجدارِ مدینہ
چلو چل کے بیٹھیں وہیں شیام سندر   کہ ارضِ وفا ہے دیارِ مدینہ[62]

راجیندر نرائن سکسینہ، بسملؔ شمس آبادی

بسملؔ شمس آبادی (فرخ آباد، یوپی) ایک دولت مند اور علم دوست کایستھ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور وکالت کے پیشے سے وابستہ تھے، شعر و سخن سے بھی آپ کو گہرا شغف تھا۔ حمد، نعت، منقبت، غزل، قصیدہ، سلام اور مرثیہ پر مشتمل آپ کے چار مجموعے، **"گلِ صحرا"**، **"زخمِ نہاں"**، **"رِستے چھالے"**، اور **"خشتِ حرم"** زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر کافی شہرت اور **اترپردیش اردو اکیڈمی** سے انعامات حاصل کر چکے ہیں۔ بالخصوص شعری مجموعہ **"خشتِ حرم"** آپ کی نعتوں، منقبتوں، مرثیوں اور مسلم تیوہاروں پر مشتمل نظموں کا بہترین شعری شاہکار ہے۔ جس کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موصوف نے قرآن و حدیث اور سیرت کی کتابوں میں نبیٔ رحمت ﷺ کے مناقب اور آپ سے منسلک اشیاء و امور کو بحسن و خوبی پڑھا اور سمجھا ہے۔ بطور ثبوت ان کے ان اشعار میں غور فرمائیں:

ایسی ہے کشش والی اک ذات مدینے میں   جی میں ہے گزاریں ہم دن رات مدینے میں
یہ فیض نبی کا ہے یہ ان کی کرامت ہے   بگڑی ہوئی بنتی ہے ہر بات مدینے میں
بخشش کی تمنا ہے بسملؔ تو مدینے چل   ملتی ہے یہ بے مانگے خیرات مدینے میں[63]

بسنت لال، بسنتؔ گڑھ مہاراجوی

رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات والا صفات اتنی بلند و ہمہ گیر ہے کہ اس کو کسی ایک مذہب، ایک قوم یا کسی ایک زبان تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بنا امتیاز مذہب و ملت ہر قوم کے اہلِ علم و دانش نے نبیٔ رحمت ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی بسنت لال بسنت ہیں، جنھوں نے محبوبِ خدا اور دیارِ مصطفی دونوں کا بہت ہی شائستہ، شستہ اور شگفتہ انداز میں ذکرِ جمیل کیا ہے۔ جیسے:

کیوں رشکِ ارم ہو نہ وہ گلزار مدینہ   جس باغ کے مختار ہوں سرکارِ مدینہ

62۔ بیسویں صدی میں اردو کے غیر مسلم نعت گو شعرا: تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، آنسہ نگار سلطانہ، ۱۹۹۲ء، ۲۷۰، نور احمد میرٹھی، بہر زماں بہر زباں ﷺ، ۱۶۲۔

63۔ ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ، **ہمارے رسول**، ۲۸۹-۲۸۷۔

ہر صبح ہے رنگین تو ہر شام ہے دلکش　　ہے خلدِ بریں، کوچۂ و بازارِ مدینہ
غربت پہ نثار اس کی بسنتؔ اہلِ زمانہ　　حاصل ہو جسے دولتِ دیدارِ مدینہ[64]

رادھارمن، جوشؔ بدایونی

جوشؔ بدایونی نے غزل، قطعہ، نظم اور رباعی جیسی مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ جوہر بدایونی اور جویا آنولوی سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ علاوہ ازیں سیماب اکبر آبادی، تولا بدایونی، فانی بدایونی، فوق سبز واری، انجم فوقی بدایونی اور آفتاب احمد جوہر جیسے شعر و ادب کے ماہرین سے بھی اکتسابِ فیض کیا ہے۔ **"آتشِ خاموش"** کے نام سے ان کی غزلوں کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اگر ہم بات کریں ان کے نعتیہ کلام کی تو اردو ادب کے غیر مسلم شعرا میں ہر دور میں کچھ نہ کچھ نعت گو شعرا کا تذکرہ ملتا ہے۔ جن میں سے کچھ نے تو رسمِ شاعری کے طور پر اور کچھ نے والہانہ عقیدت و محبت کے ساتھ نعتیہ کلام کہا ہے۔ بیسویں صدی کے جوش بدایونی کے مجموعۂ نعت و منقبت **"کیفِ سرمدی"** کے مطالعے سے بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے رسماً نہیں بلکہ عقیدتاً اپنے جذبات کو شعری قالب میں ڈھالا ہے۔ نبیٔ رحمت اور مدینہ منورہ سے وابستہ قلبی واردات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ جام بادۂ وحدت پیا مدینے میں　　اتر گیا نشۂ ماسوا مدینے میں
مئے طہور، سرورِ حیات، غم سے نجات　　خدا کا شکر کہ سب کچھ ملا، مدینے میں
کبھی طوافِ حرم خواب میں کیا اے جوش　　کبھی خیال نے پہنچا دیا مدینے میں[65]

چندر پرکاش پاریکھ، چندرؔ جے پوری

سیرت نبوی ﷺ جملہ انسانی کائنات کے لیے باعثِ رحمت اور شمعِ ہدایت ہے۔ جس سے غیر مسلم اہلِ علم و دانش بھی بہت متاثر ہوئے ہیں انہوں نے سیرتِ رسول کے مختلف پہلوؤں کو موضوع سخن بنا کر بہت عمدہ اشعار کہے ہیں۔ چندرؔ جے پوری بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ حکومتِ راجستھان میں ملازمت کے ساتھ تقریباً ۲۵ سال اردو، ہندی اور برج بھاشا میں نہ صرف معیاری اشعار کہتے رہے ہیں بلکہ ہندوستانی سطح کی ادبی و شعری محافل، ریڈیو اور دور درشن میں

[64] ۔ نور احمد میرٹھی، **بہر زماں بہر زباں ﷺ**، ۱۷۴۔
[65] ۔ ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ، **ہمارے رسول**، ۳۲۰، ۳۲۱۔

بھی آتے رہے ہیں۔ شعر گوئی کی تمام اصناف میں سے "نعت" آپ کا محبوب موضوع تھا، جس کو نہ صرف احترام سے پڑھتے تھے بلکہ انتہائی محبت سے لکھتے بھی تھی۔ نمونے کے چند اشعار آپ بھی ملاحظہ کیجئے، لکھتے ہیں:

نہیں ہے لعل و گہر کی مجھے کوئی خواہش نصیب ہو مجھے مٹی، خدا مدینے کی
نبی ہے کون؟ یہ پوچھا، تو کہہ دیا احمد کسی نے آرزو پوچھی؟ کہا مدینے کی
دماغ کیوں نہ مہکنے لگے مرا چندرؔ مرے قریب سے گزری، ہوا مدینے کی [66]

نرائن داس ٹنڈن، دیاؔ بریلوی

دیاؔ بریلوی اردو اور فارسی کے ایک اچھے دانشور تھے۔ مذاقِ سخن فطری طور پر طبیعت میں موجود تھا۔ شعر و سخن کی مختلف اصناف میں شعر کہنے کی جدوجہد کی۔ بطورِ اصلاح بریلی کے ممتاز شاعر بلدیو پرشاد سوزن کا شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے کلام کا ایک مجموعہ **"شامِ بہاراں"** کے نام سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ نے غزل اور نظم وغیرہ اصناف سخن میں کلام کہنے کی کوشش کی ہے لیکن رسول اور مدینۂ رسول ﷺ کے بارے میں جو مدح سرائی کی ہے وہ انتہائی قابلِ تحسین ہے۔ جیسے:

کوئی مجھ سے پوچھے وقارِ مدینہ ہے اکسیرِ ہر غم غبارِ مدینہ
مرے غم کا حامی، مرے غم کا درماں بنا اور رہا غم گسارِ مدینہ
دیاؔ راہِ حق میں ہوں ہم گامزن سب یہی ہے یہی ہے افتخارِ مدینہ [67]

رام ناتھ شرما، رمنؔ امروہوی

رام ناتھ امروہوی، رمنؔ کسان انٹر کالج، بادشاہ پور میں بطور آرٹ لکچرار، اپنی خدمات انجام دیا کرتے تھے۔ کتب بینی اور ادبی و سماجی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ان کا بہترین شوق تھا۔ عنفوانِ شباب ہی سے شعر گوئی کی مشق کرنا اور امروہہ میں نعت و منقبت کی محافل میں شرکت کرنا شروع کر دیا تھا۔ آپ نے غزل، نظم، نعت، منقبت، سلام اور رباعی وغیرہ کی صورت میں اپنے تخیّل و تصور کو شعری جامہ پہنانے کی سعیٔ جمیل کی ہے لیکن صنف نعت میں جو جولانیٔ فکر کے جوہر دکھائے ہیں ان کو ہم ان اشعار میں محسوس کر سکتے ہیں:

---

66 ۔ نفس مصدر، ۳۳۰-۳۲۹۔

67 ۔ عرفان عباسی، **تذکرہ شعرائے اترپردیش**، ۱:۱۷۷۔

پرمیش نے کی مدحت سلطانِ مدینہ دیکھو تو مقامِ شہِ ذیشان مدینہ
میری بھی تمنا ہے کہ درشن کروں جاکر فردوسِ بریں ہے تہہِ دامانِ مدینہ
حیراں ہے رمنؔ کیوں ابھی محرومِ عطا ہے ہے دل میں بسا اس کے بھی، ارمانِ مدینہ [68]

تیجونت رائے، ساحرؔ سنامی

اکثر غیر مسلم شعرا کی نعتوں میں جذبات و احساسات کی حدت، اظہارِ بیان کی شگفتگی اور ندرتِ خیال کی شیرینی پائی جاتی ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے مصلحتاً نعتیہ کلام نہیں کہا ہے بلکہ محبتِ رسول ﷺ میں اس نعمت سے خود کو شرف یاب کیا ہے۔ ایسا ہی ایک نام ساحرؔ سنامی کا ہے۔ شاعری کا ذوق و شوق جن کی طبیعت سے نمایاں ہوتا تھا۔ اچھے اشعار کہتے تھے اور جوش لسانیؔ سے اصلاح لیتے تھے۔ اچھے شاعر ہونے کے علاوہ آپ ایک بہترین نثر نگار، انشاپرداز اور نثر و نظم میں **"تیر و نشتر"**، **"پیامِ وطن"**، **"بہارستان"**، **"گل صد رنگ"** اور **"کلیات برہمن"** جیسی ادبی کتب کے تخلیق کار تھے۔ آپ نے مختلف اصنافِ سخن میں شعری تخلیقات کے نمونے پیش کیے ہیں لیکن صنفِ نعت میں آپ کا اندازِ بیان نہایت سادہ، عام فہم اور حقیقت پر مبنی ہے۔ نبی ﷺ اور مدینہ منورہ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اے باعثِ صد فخر جہاں، شانِ مدینہ اے نغمہ سرا بلبلِ بستانِ مدینہ
اے موجب صد شانِ وطن جانِ مدینہ اے رنگِ وفا زینتِ ایوانِ مدینہ
کہتے ہیں تجھے اہلِ نظر جانِ مدینہ ہو روح مری بلبل بستانِ مدینہ [69]

گوبند سرن نگم، نفیسؔ لکھنوی

غیر مسلم شعرا نے سیرتِ رسول ﷺ کے علاوہ اسلامی افکار و تصورات اور اسلامی تہذیب و تاریخ کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہے اور پھر اس کو نعتیہ اشعار میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس میں زبان و بیان اور لہجے کی نزاکت و پاکیزگی کا بھرپور خیال رکھا ہے۔ بیسویں صدی کے ممتاز شاعر نفیس لکھنویؔ بھی اسی فہرست میں شامل ہیں کہ جنھوں نے

---

[68]۔ رمن امروہوی، **صدائے دل (مجموعہ کلام)** (علی گڑھ: ندھی کمپیوٹر، ۲۰۰۷ھ)، ٦۔

[69]۔ جوہر دیوبندی، **نغمۂ ناقوس: تذکرہ ہندو شعرا**، ۱۵۴۔

سید ظفر عباس فضل نقوی کے زیر تربیت واصلاح غزل، نظم، قطعہ اور رباعی کے علاوہ بہترین نعتیہ کلام بھی کہا ہے۔ موصوف کے حسب ذیل اشعار اس بات کی بخوبی غمازی کرتے ہیں:

ممتاز ہے کونین میں ایمانِ مدینہ   بھولے گا زمانہ نہ کبھی شانِ مدینہ

کس شخص کو ہو سکتی ہے انکار کی جرأت   ہر گوشۂ عالم پہ ہے احسانِ مدینہ

میں دل میں نفیس اپنے گناہوں پہ ہوں نادم   اب میری طرف دیکھیں گے سلطانِ مدینہ [70]

لالہ جگدیش لال زتشی، شوقؔ مرادآبادی

شوقؔ کے نعتیہ کلام میں شعر گوئی کے تلازمات اور مناسبات کا اہتمام، الفاظ کا حسنِ بیان، جذبات کی بلندی، تصورات کی صداقت اور احساسات کی طہارت نظر آتی ہے۔ جو قاری اور سامع کے دل پر بہت گہرا اثر کرتی ہے۔ آپ خود ہی محسوس کیجیے:

سرچشمۂ انوار ہے مینارِ مدینہ   صد زینتِ کونین ہے دربارِ مدینہ

تہذیب و تمدن کو نیا رنگ ملا ہے   دنیا میں ضیا بار ہے انوارِ مدینہ

ہے تکملۂ عشق مرا جذبۂ ایماں   میں چڑھ کے کہوں دار پہ سرکارِ مدینہ

ہو سر پہ مرے دستِ مبارک دمِ آخر   ہے شوقؔ بھی دنیا میں طلب گارِ مدینہ [71]

مہندر ناتھ اشکؔ، نجیب آبادی

اشکؔ نجیب آبادی عصرِ حاضر کے ایسے غیر مسلم شاعر ہیں کہ جن کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کو غیر مسلم کہنے کے لیے دل مضمحل ہوتا ہے۔ آپ خود ہی غور فرمائیے:

ذکر سرکار دو عالم کا سنا تھا اِک دن   عمر بھر میرے خیالات سے خوشبو آئی

سو گیا تھا میں مدینے کا تصور کر کے   رات بھر اشک مری ذات سے خوشبو آئی

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

70۔ عرفان عباسی، **تذکرہ شعراء اتر پردیش**، حصہ سوم، ۱۹۹۔

71۔ ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ، **ہمارے رسول**، ۶۲۲۔

اللہ مری فکر کو اتنی رسائی دے میں سوچنے لگوں تو مدینہ دکھائی دے [72]

خلاصہ بحث

نبی اکرم ﷺ اور آپ کا مبارک شہر مہبط انوار الٰہی ہونے کی وجہ سے اتنے حسین اور جاذب ہیں کہ اپنے تو اپنے، غیر بھی آپ اور آپ ﷺ کے شہر کی عظمت و رفعت کے سامنے سر نگوں نظر آتے ہیں۔ غیر مسلم شعرا کی بڑی تعداد نے اپنے کلام میں آپ ﷺ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ سطور بالا میں ہم نے صرف ہندوستان کے شعرا میں سے مشتے از خروارے کے بمصداق چند نمونہ جات پیش کیے ہیں۔ لفظ مدینہ کے استعمال کے متعلق ہم نے غیر مسلم شعرا کے صرف اسی کلام کو ترجیح دی ہے جس میں لفظ مدینہ ردیف کے طور پر استعمال ہوا ہے، باقی وسطِ کلام میں مدینہ منورہ کا ذکر جس کثرت سے ہوا ہے اس کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ نثر میں غیر مسلم اہل علم نے آپ ﷺ کو جو خراج عقیدت پیش کیا ہے اس پر مستقل کام کی گنجائش ہے۔

وہ اہل علم جنہوں نے کسی بھی انداز میں آپ ﷺ کے ساتھ عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے ان میں سے کتنے افراد نے آپ ﷺ کو نبی کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے؟ اور کتنوں نے صرف ایک راہنما کی حیثیت دی ہے؟ اس پر مزید کام کی ضرورت ہے۔

زبان و لفظ کا دعویٰ فقط حدِّ بیاں تک ہے تصورِ موجِ معنیٰ کا خدا جانے کہاں تک ہے

72۔ نفس مصدر، ۲۷۴۔

Bibliography

1. *Al-Qur'ān*
2. *Muḥammad Ibn Mukram Ibni Manẓūr Al-Afrīqī. Lisān Al-ʿArab. Beirūt: Dār-E-Ṣādir, 1414 A.H.*
3. *Abū Al-Faḍal Al-Qaḍrī ʿAyād Bin Mūsā. Al-Shifā BatʿArīf-E-Haqūq Al-Muṣṭafā. Beirut: Dār Al-Fikar, 1988.*
4. *Abūal-Qāsim Al-Ṭibrānī. Al-MʿUjam Al-Kabīr. Cāhirah: Ibni Taymīah Library.*
5. *Abū ʿAbdullah Muḥammad Bin ʿAbdulbāqī Al-Zarqānī Al-Malkī. Sharḥā Al-Zarqānī ʿAlā Al-Mawāhib Al-Dunīah Bi Al-Manḥi Al-Muḥammdīah. Beirūt: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīah, 1996.*
6. *Abu ʿAbdullah Muḥammad Bin Yazīd Al-Mājah. Sunan Ibni Mājah. Cāhirah: Dār Aḥyā'i Al-Kutub Al-ʿArabīah.*
7. *Abū Al-Qāsim Ḥusain Bin Muḥammad Al-Iṣfahānī. Al-Mufradāt Fī Gharīb Al-Qurān. Beirūt: Dār Al-Shāmīah, 1992.*
8. *ʿAḥamad Bin Muḥammad Shihāb Al-Dīn. Nasīm Al-Riyāḍ. Beirūt: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīah, 2001.*
9. *ʿAḥamad Bin Muḥammad Qasṭatlānī. ʿAlā Al-Mawāhib Al-Dunīah Bi Al-Manḥi Al-Muḥammdīah. Cāhirah: Al-Maktab Al-Islāmī, 2008.*
10. *Urdū Da'irah MaʿĀrif-E-Islamīah. Lāhor: Punjāb University, 2001.*
11. *Amar-E-Ujālā. Āgharā, June 2001.*
12. *M.A Sharī Wāstū. Ḥaḍrat Muḥammad Awar Bhārīah Dahram Gharanth. Delhī: Markazi Maktabah Islamī.*
13. *Ānsah Nigār Sultān. Bīswīen ṣadī Min Urdū K Ghyr Muslim NʿAt Gu Shurā. Phd Thesis, , 1992.*
14. *Jalāl Al-Dīn Saūtī. Al-Riyāḍ Al-Anīqah. Beirūt: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmīah, 1985.*
15. *Johar Dīobandī. Naghma Naqūs: Tadhkira-E-Hind O SheʿAr Ashāran Pūr. Delhī: Maḥūb Press, 1985.*
16. *Dr. Zākir, Nāīik. Madhāhib-E-Ālam Min Haẓrat Muḥammad Ka Zikar. Islamābād: Dār Al-Nūr.*

17. *Dr. Dahar Mīndar Nāth. Hamaray Rasūl. Delhī: Khānah Farhang Jamhūrī Islāmī Irān, 2011.*

18. *Dr. Syid ʿAbd Al-Ḥamīd Ḍiā'ī. Madīnah. Delhī: Khānah Farhang Jamhūrī Islāmī Irān.*

19. *Dr. Muḥammad Ismāīl Āzād. Sukhāt Ṣanam Khanah. Delhī: Educational Publishing House, 2013.*

20. *Dr. Muḥammad Ṭāhir Al-Qādrī. Asma-E- Muṣṭafā. Lāhor: Minhāj Al-Qurān Publications, 2002.*

21. *Rāmākar Shanrāo. Islām K Peghambar. Delhī: Markazi Maktabah Islāmī.*

22. *Raman Amruhwi. ṣadā-E- Dil. ʿAlīghar: Nadhī Computer, 2008 .*

23. *Swāmī Lakshman Parsād. ʿArab Ka Chānd. Delhī: Markazi Maktabah Islāmī.*

24. *Shihāb Al-Dīn Abū ʿAbdullah Yāqūt Bin Abdullah Al-Rūmī. MʿUajam Al-Buldān. Laipzig: 1869.*

25. *ʿAbad Al-Haq Muhadith Deglawī. Rāḥat Al-Qalūb. Delhī: Riḍwī Kutub Ghahar, 2009.*

26. *ʿIrfān ʿAbāsī. Tadhkirza-E-Shura-E-Atar Pardaish. Lakhanū: Nizamī Press, 1982.*

27. *Ali bin Burhan-ul-Din, Sirah Halbiah, Karchi: Dar-ul-Ashaat, 2009.*

28. *Ali bin Abdullah, Wafā-ul-Wafā, Bairut: Dār-al-Kutub Al-Ilmiah, 1419 H.*

29. *Fanī Muradabdī, Hindū Shuarā kā N'atia Kalām, Lailpur: Arif Publishing House, 1963.*

30. *Mahnamah Kanz-ul-'Iman, Dheli,*

31. *Muḥammad Bin Ismāīl Al-Būkharī. Al-Jami'al-Ṣaḥīḥ Al-Būkharī.* Bairut*: Dār Taoq al-Najah, 1422 H.*

32. *Muhammad bin Yusuf, Subul al-Hudā, Cairo: Ahyā al-Turāth al-Islamī, 1997.*

33. *Muhammad Mahfuz ul-Rahman, Hindū Shurā or Darbār-e-Rasūl main, Lakhnao: Ibrahimī, Press.*

34. *Muhammad Yusuf bin Ismail Nibhani, Jawāhir ul Bihār fī Fadhail al-Nabī al-Mukhtār, Lahore: Zia-ul-Qur'ān Pbulication, 2013,*

35. *Muhammad Ahmad, Gulha-e-'Aqīdat, Nai Dheli: Al-Ashraf Academy, 2008.*

36. *Muhammad Ahmad, Gulha-e-'Ghair Muslim Shuarā kā N'atia Kalām: Al-Ashraf Academy, 2008.*

37. *Nur Ahmad Mirathi, Bahar Zaman Bahar Zuban, Karachi: Mihrab Press, 1996.*

38. *Haft Rozah, Urdu Morchah, Rahmat-al-Alamin Number, Delhi: 14 ta 18 October, 1989.*